اصلاح و دعوت

پروفیسر محمد اکرم ورک

نبوی سفرا کی دعوتی سرگرمیاں

اسلام تمام انسانیت کا دین ہے جس کے مخاطب پوری دنیا کے انسان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیا ورسل اس دنیا میں تشریف لائے، ان کی رسالت خاص تھی اور ان کی نبوت اپنی قوم اور قبیلے تک محدود تھی۔ اس کی دلیل تحریف شدہ بائبل کے اندر اب بھی موجود ہے۔ مثلاً ایک عورت نے جب حضرت مسیحؑ سے برکت چاہی تو آپؑ نے فرمایا:

''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا''۔(۱)

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے جب بارہ نقیب مقرر فرمائے اور ان کو مختلف علاقوں کی طرف دعوت وتبلیغ کے لیے روانہ فرمایا تو بطور خاص ان کو تلقین فرمائی:

''غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا''۔(۲)

یہ امتیاز صرف رسالتِ محمدی ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ آپ کی بعثت روے زمین کی ہر قوم اور ہر جنس کے لیے ہوئی۔ قرآن مجید اور کتب احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔(۳) چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کو کچھ اطمینان نصیب ہوا اور مشرکین مکہ سے محاذ آرائی کا سلسلہ وقتی طور پر بند ہوگیا تو آپ ﷺ نے اسلام کی آفاقی دعوت کو اطراف واکنافِ عالم میں پھیلانے کا فیصلہ کیا۔ ایک دن رسول اکرم ﷺ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے، صحابہ کرامؓ جمع تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”انی بعثت رحمة و كافّة فأدوا عنى يرحمكم الله ولا تختلفوا علىّ كاختلاف الحواريين على عيسىٰ بن مريم قالوا: ”يارسول الله ﷺ وكيف كان اختلافهم“ قال ﷺ:”دعا الى مثل مادعوتكم اليه فاما من قرب به فأحب و سلم و أما من بعد به فكره و أبىٰ، فشكا ذالك منهم عيسىٰ الى الله فاصبحوا من ليلتهم تلك و كل رجل منهم يتكلم بلغة القوم الذين

بعث الیھم فقال عیسیٰؑ ھذا امر قد عزم اللّٰہ لکم علیہ فامضوا (۴)

’’میں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔تم میری دعوت کو تمام دنیا میں پھیلاؤ اور میرے بارے میں ایسا اختلاف نہ کرو جیسا کہ حواریوں نے عیسیٰؑ بن مریم کے بارے میں کیا تھا۔صحابہؓ نے عرض کیا: انہوں نے کیا اختلاف کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: عیسیٰؑ نے ان کو وہی دعوت دی تھی جو میں نے تم کو دی ہے۔ جو قریب تھے،انہوں نے اس دعوت کو پسند کر کے قبول کر لیا اور جو دور تھے،انہوں نے ناپسند کیا اور اسے مسترد کر دیا۔عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی (اس کی سزا ان کو یہ ملی کہ) اس رات سے ان میں ہر شخص صرف وہ زبان بولنے لگا جس کے پاس وہ دعوتِ دین کے لیے بھیجا گیا تھا۔اس پر عیسیٰؑ نے فرمایا: اب تو اللہ یہی فیصلہ تمہارے متعلق کر چکا ہے، اسی پر عمل کرو‘‘۔

ابن سعد کی روایت ہے: صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے سفرا ان لوگوں کی زبان بولنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا۔(۵) یہ معجزاتی واقعہ حضرت مسیح کے حواریوں کے ساتھ پیش آیا ہو یا رسول اللہ ﷺ کے سفرا کے ساتھ یا دونوں ہی کی اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس سلسلہ میں مدد کی ہو، اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ کسی سے اس کی زبان میں خطاب کیا جائے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسری زبانیں سیکھنے کی ترغیب دی اور صحابہ کرامؓ نے یہ زبانیں سیکھیں۔

بہرحال رسول اللہ ﷺ نے حکمِ باری تعالیٰ: ’’یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ‘‘(۶) (اے رسول ﷺ جو تمہارے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا ہے، اس کو پہنچا دو) کی تکمیل کرتے ہوئے مختلف سفرا کو خطوط دے کر شاہانِ عالم کے پاس بھیجا، تاکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے آخری دین کی طرف بلائیں۔ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے وسیع دینی معلومات اور سفارت کاری کا تجربہ رکھنے والے افراد کا انتخاب فرمایا۔نبوی پیغامات اور دعوتی خطوط کا مطلوبہ افراد تک پہنچانا اگرچہ بذاتِ خود ایک دعوتی و تبلیغی عمل ہے اور اگر اس حوالے سے مآخذ کا مطالعہ کیا جائے تو نبوی سفرا کی تعداد کسی طرح بھی چالیس سے کم نہیں بنتی، تاہم سطورِ ذیل میں صرف ان سفرا کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیغامات اور دعوتی خطوط سے ہٹ کر اپنے قول و فعل اور عمل سے بھی لوگوں کو متاثر کیا اور اسلام کی طرف بلایا۔

عمروؓ بن امیۃ الضمری/رسول اللہ ﷺ کا گرامی نامہ شاہِ حبش کے نام

محرم ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے شاہِ حبش کے نام ایک دعوتی مکتوب ارسال فرمایا۔ بارگاہِ رسالت کے سفیر عمروؓ بن امیہ الضمری جب شاہِ حبش کے دربار میں پہنچے تو مکتوب گرامی نجاشی کی خدمت میں پیش کیا اور حسبِ ذیل اثر انگیز تقریر کی:

''شاہِ ذی جاہ! میرے ذمہ حق کی تبلیغ ہے اور آپ کے ذمہ حق کی سماعت۔ کچھ عرصے سے ہم پر آپ کی شفقت ومحبت کا یہ حال ہے کہ گویا آپ اور ہم ایک ہی ہیں۔ ہمیں آپ کی ذات پر اس قدر اطمینان ہے کہ ہم آپ کو کسی طرح اپنی جماعت سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ حضرت آدمؑ کی ولادت ہماری طرف سے آپ پر حجت قطعی ہے۔ جس قدرت کے کرشمہ ساز ہاتھوں نے حضرت آدمؑ کو بغیر والدین کے پیدا کر دیا، اسی نے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے بطنِ مادر سے پیدا کیا ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان انجیل سب سے بڑی شہادت ہے۔ اسی نبی رحمت ﷺ کی پیروی میں خیر و برکت کا ورود اور فضیلت و بزرگی کا حصول ہے۔

شاہِ عالی جاہ! اگر آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع نہ کیا تو اس نبی امی کا انکار آپ کے لیے وبالِ جان ہوگا جس طرح عیسیٰؑ کا انکار یہود کے حق میں وبالِ جان ثابت ہوا۔ میری طرح رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بعض دیگر اشخاص مختلف بادشاہوں کے پاس دعوتِ اسلام کے لیے قاصد بنا کر بھیجے گئے ہیں مگر سرورِ عالم ﷺ کو جو امید آپ کی ذات سے ہے، دوسروں سے نہیں۔ آپ سے اس بارے میں پورا اطمینان ہے کہ آپ اپنے اور خدا کے درمیان اپنی گزشتہ نیکی اور آئندہ کے اجر و ثواب کا خیال رکھیں گے''۔

کچھ عرصہ قبل حضرت جعفر طیارؓ کی معجز بیانی سے نجاشی اسلام کی دعوت سے واقف ہو چکا تھا۔ نبوی قاصد کی اس پُر اثر تقریر نے اس کے سینے میں اسلام کو راسخ کر دیا، چنانچہ نجاشی ان سے مخاطب ہو کر بولا: عمروؓ! بخدا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے وہی برگزیدہ رسول ہیں جن کی آمد کا ہم اور یہود انتظار کر رہے تھے۔ نجاشی تختِ شاہی سے نیچے اتر آیا، اور نامۂ مبارک کو ہاتھ میں لے کر تعظیماً آنکھوں سے لگایا۔ (۷)

دحیہ کلبیؓ / رسول اللہ ﷺ کا گرامی نامہ قیصر روم کے نام

قیصر روم کو گرامی نامہ پہنچانے کے لیے دحیہؓ بن خلیفہ کلبی کا انتخاب ہوا۔ حضرت دحیہؓ نے ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کا یہ دعوتی خط اس وقت پیش کیا جب وہ ایرانیوں کو فیصلہ کن شکست دینے کے بعد اظہارِ تشکر کے طور پر بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ اگرچہ ہرقل پر اسلام کی حقانیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی تھی، تاہم حکومت اور بادشاہت کے لالچ نے اس کو اسلام سے محروم رکھا۔ لیکن حضرت دحیہؓ کی دعوت پر اسقف ضغاطر نے اسلام قبول کر لیا اور رومیوں کے سامنے، جو گرجے میں جمع تھے، اپنے اسلام کا اظہار کرنے کے بعد ان کو بھی اسلام کی دعوت دی، لیکن انہوں نے ان کو حملہ کر کے شہید کر دیا۔ اس افسوس ناک واقعہ کے بعد حضرت دحیہؓ قیصر کی طرف سے ملنے والے تحائف کے ہمراہ واپس تشریف لے آئے۔ (۸)

حاطبؓ بن ابی بلتعہ / مقوقس شاہِ مصر کے نام مکتوبِ گرامی

بارگاہِ رسالت سے مصر کی سفارت کے لیے حاطبؓ بن ابی بلتعہ مامور ہوئے۔ وہ مسافت طے کرتے ہوئے

اسکندریہ پہنچے اور مقوقس مصر ☆ کے سامنے مکتوب گرامی پیش کیا۔ابن الاثیر کی روایت ہے کہ مقوقس نے حضرت حاطب کو اپنے پاس بلوایا اور ان کے درمیان حسب ذیل مکالمہ ہوا:

مقوقس : اخبرنی عن صاحبك أليس هو نبياً ؟

''مجھ سے اپنے صاحب کے بارے میں بیان کرو، کیا وہ نبی نہیں ہیں؟''

حاطبؓ: بلی! هو رسول اللّٰه ﷺ۔

''ہاں! بیشک وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔''

مقوقس: فماله لم يدع علی قومه حيث اخرجوه من بلدته؟

''پھر انہوں نے اپنی قوم پر بددعا کیوں نہیں کی جب ان کی قوم نے ان کو ان کے شہر سے نکالا؟''

حاطبؓ: فعيسی ابن مريم! أتشهد انه رسول اللّٰه ﷺفماله حيث اراد قومه صلبه لم يدع عليهم حتی رفعه اللّٰه؟

''عیسیٰ بن مریم کی نسبت تو آپ خود کہتے ہیں کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ پھر جب ان کو ان کی قوم نے سولی دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کیوں نہ انہیں بددعا دی، یہاں تک کہ ان کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا؟''

مقوقس: احسنت ! انت حكيم جاء من عند حكيم

''تم نے اچھا جواب دیا۔تم ایک دانا آدمی ہو اور ایک دانا آدمی کے پاس سے آئے ہو۔''(۹)

ابن قیمؒ نے اس کے علاوہ مقوقس اور حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے درمیان ہونے والے ایک اور مکالمہ کا بھی ذکر کیا ہے۔حاطبؓ جب مقوقس کے دربار میں پہنچے تو حسب ذیل مکالمہ ہوا:

حاطبؓ: ''(اس زمین پر) تم سے پہلے ایک شخص (فرعون) گزرا ہے جو اپنے آپ کو رب اعلیٰ سمجھتا تھا۔اللہ نے اسے آخر و اول کے لیے عبرت بنا دیا۔ پہلے تو اس کے ذریعہ لوگوں سے انتقام لیا، پھر خود اس کو انتقام کا نشانہ بنایا لہٰذا دوسروں سے عبرت پکڑو، ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت پکڑیں''۔

مقوقس: ''ہمارا ایک دین ہے جسے ہم چھوڑ نہیں سکتے جب تک کہ اس سے بہتر دین نہ مل جائے''۔

☆ مقوقس اگرچہ دولت ایمان سے محروم رہا، تاہم اس نے رسول اللہ ﷺ کے خط اور آپ کے قاصد کا احترام کیا اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں کچھ تحائف بھیجے جن میں دو لڑکیاں، ماریہؓ اور سیرینؓ جو حقیقی بہنیں تھیں، بطور تحفہ بھیجیں۔ ماریہؓ اور سیرینؓ نے راستے میں ہی حضرت حاطبؓ کی تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کر لیا۔حضرت ماریہؓ حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں۔رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؓ ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔جب کہ سیرینؓ کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسانؓ بن ثابت کو ہبہ کر دیا۔(اسد الغابہ،تذکرہ حاطبؓ بن ابی بلتعہ،۳۶۲/۱۔زاد المعاد،۶۹۲/۳۔ابن سعد،۲۶۱/۱)

حاطبؓ: ''ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تمام ماسوا(ادیان) کے بدلے کافی بنادیا ہے۔ دیکھو!اسی نبیؐ نے لوگوں کو(اسلام کی) دعوت دی تو اس کے خلاف قریش سب سے زیادہ سخت ثابت ہوئے، یہود نے سب سے بڑھ کر دشمنی کی اور نصاریٰ سب سے زیادہ قریب رہے۔ میری عمر کی قسم! جس طرح موسیٰ نے عیسیٰ کے لیے بشارت دی تھی، اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے محمد ﷺ کے لیے بشارت دی ہے، اور ہم تمہیں قرآن مجید کی دعوت اسی طرح دیتے ہیں جیسے تم اہلِ تورات کو انجیل کی دعوت دیتے ہو۔ جو نبی جس قوم کو پا جاتا ہے، وہ قوم اس کی امت ہو جاتی ہے اور اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس نبی کی اطاعت کرے، اور تم نے اس نبی کا عہد پالیا ہے، اور پھر ہم تمہیں دینِ مسیح سے روکتے نہیں ہیں بلکہ ہم تو اسی کا حکم دیتے ہیں''۔

مقوقس: ''میں نے اس نبی ﷺ کے معاملہ پر غور کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کسی ناپسندیدہ بات کا حکم نہیں دیتے اور کسی پسندیدہ بات سے منع نہیں کرتے۔ وہ نہ گمراہ جادوگر ہیں نہ جھوٹے کاہن، بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ نبوت کی یہ نشانی ہے کہ وہ پوشیدہ کو نکالتے ہیں اور سرگوشی کی خبر دیتے ہیں۔ میں مزید غور کروں گا''۔(۱۰)

عبداللہؓ بن حذافہ سہمی / نامۂ رسول ﷺ شاہِ فارس کے نام

رسول اللہ ﷺ کے قاصد عبداللہؓ بن حذافہ سہمی جب فارس پہنچے تو انہوں نے آپ ﷺ کا دعوتی مکتوب شاہِ فارس خسرو پرویز کے سامنے پیش کیا۔(۱۱) شاہِ فارس رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کے آزادانہ لہجے، اس کے بے باکانہ ایجاز اور صاف گویانہ انداز کو دیکھ کر دنگ رہ گیا، پھر طیش میں آ کر نبویؐ مکتوب کو چاک کر دیا اور غضبناک لہجے میں گرج کر بولا:

یکتب الی ھذا وھو عبدی (۱۲) — ہمارے غلام کی یہ جرأت کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھا؟

یزید بن ابی حبیب کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس حرکت کا علم ہوا تو فرمایا:

''اسی طرح اس کی حکومت کے پرزے پرزے ہو جائیں گے''۔

پھر کسریٰ نے والیٔ یمن باذان کو لکھا کہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لایا جائے۔(۱۳)

رسول اللہ ﷺ کے سفیر حضرت عبداللہؓ بن حذافہ یہ ساری صورتحال دیکھ رہے تھے چنانچہ وہ نہایت تحمل، متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اہلِ دربار سے یوں مخاطب ہوئے:

''اے اہلِ فارس! عرصۂ دراز سے تمہاری زندگی ایسی جہالت میں گزر رہی ہے کہ نہ تمہارے پاس خدا کی کتاب ہے اور نہ کوئی اللہ کا رسول تمہارے یہاں مبعوث ہوا ہے۔ جس سلطنت پر تمہیں گھمنڈ ہے، وہ خدا کی زمین کا بہت مختصر ٹکڑا ہے۔ دنیا میں اس سے کہیں زیادہ بڑی بڑی حکومتیں موجود ہیں''۔

اور پھر بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا!

''آپ سے پہلے بہت سے بادشاہ گزرے ہیں، ان میں سے جس نے آخرت کو اپنا منتہائے مقصود سمجھا، وہ دنیا سے اپنا حصہ لے کر بامراد گیا اور جس نے دنیا کو مقصود بنایا، اس نے آخرت کے اجر کو ضائع کر دیا۔ افسوس کہ میں نجات و فلاح کے جس پیغام کو لے کر آیا ہوں، آپ نے اسے حقارت سے دیکھا، حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ پیغام ایسی جگہ سے آیا ہے جس کا خوف آپ کے دل میں موجود ہے۔ یاد رہے کہ حق کی آواز آپ کی تحقیر سے دب نہیں سکتی''۔ (۱۴)

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ اہلِ دربار کو یہ تنبیہ کر کے دربار سے چلے آئے۔

شجاعؓ بن وہب الاسدی / رئیس دمشق کے نام گرامی نامہ

شام کے مشہور اور تاریخی شہر دمشق پر حارث غسانی حکمران تھا۔ دمشق کی سفارت شجاعؓ بن وہب الاسدی کے سپرد ہوئی۔ شجاعؓ نے یہ خط منذر کو پڑھ کر سنایا۔ اس نے نہ صرف قبول اسلام سے انکار کر دیا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کرنے کا بھی اعلان کیا اور آخر موتہ اور تبوک وغیرہ کی لڑائیاں پیش آئیں۔ (۱۵)

ابنِ سعد کی روایت ہے کہ جب شجاعؓ بن وہبؓ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر دمشق پہنچے تو معلوم ہوا کہ قیصر روم بیت المقدس کی زیارت کے لیے جا رہا ہے اس لیے حارث غسانی اس کے انتظام و انصرام میں مصروف ہے، چنانچہ ان فارغ اوقات میں شجاعؓ بن وہب نے اہلِ دربار میں دعوت کے کام کو جاری رکھا اور بالآخر ان کی کوششوں سے حارث غسانی کے ایک درباری نے اسلام قبول کر لیا۔ (۱۶)

علاءؓ بن الحضرمی / منذر بن ساویٰ کے نام مکتوبِ گرامی

رسول اللہ ﷺ نے ایک دعوتی خط منذر بن ساویٰ حاکم بحرین کی طرف روانہ فرمایا۔ سفارت کی ذمہ داری علاءؓ بن الحضرمی نے ادا کی۔ چنانچہ خود منذر اور اس کی رعایا میں سے بھی کثیر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور بارگاہِ رسالت میں خراج بھیجا۔ ابنِ حبیب کی روایت ہے کہ مدینہ میں سب سے پہلے حاکم بحرین ہی نے خراج بھیجا تھا۔ (۱۷)

عمروؓ بن العاص / شاہ عمان کے نام خط

رسول اللہ ﷺ نے ایک خط شاہِ عمان جیفر اور اس کے بھائی عبد کے نام لکھا۔ ان دونوں کے والد کا نام جلندی تھا۔ ایلچی کی حیثیت سے عمروؓ بن العاص کا انتخاب عمل میں آیا، چنانچہ انہوں نے عمان پہنچ کر دونوں بھائیوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (۱۸)

ابنِ قیم نے عمروؓ بن العاص اور عبد بن جلندی کے درمیان ہونے والا ایک مکالمہ بھی نقل کیا ہے، جس سے عمرو

ؓ بن العاص کی ان دعوتی کوششوں کا حال معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کس طرح بڑی کامیابی سے ان دونوں بھائیوں کو اسلام کا قائل کرلیا، چنانچہ جب عمروؓ وہاں پہنچے تو پہلے عبد سے ملے جو زیادہ دوراندیش اور نرم خو تھا اور پھر دونوں کے درمیان حسبِ ذیل مکالمہ ہوا:

عبد: ''تم کس بات کی دعوت دیتے ہو؟''

عمروؓ: ''ہم ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں، جو تنہا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ جس کی پوجا کی جاتی ہے، اسے چھوڑ دو اور یہ گواہی دو کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں''۔

عبد: ''اے عمروؓ! تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو۔ بتاؤ، تمہارے والد نے کیا کیا؟ کیونکہ ہمارے لیے اس کا طرزِ عمل لائق اتباع ہوگا''۔

عمروؓ: ''وہ محمد ﷺ پر ایمان لائے بغیر وفات پا گئے، لیکن مجھے حسرت ہے کہ کاش انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہوتا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی ہوتی۔ میں خود بھی انہیں کی رائے پر تھا لیکن اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دے دی''۔

عبد: ''اچھا مجھے بتاؤ وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟''

عمروؓ: ''اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے منع کرتے ہیں۔ نیکی، صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ظلم وزیادتی، زناکاری، شراب نوشی اور پتھر، بت اور صلیب کی عبادت سے منع کرتے ہیں''۔

عبد: ''یہ کتنی اچھی بات ہے جس کی طرف بلاتے ہیں''۔

بالآخر دونوں بھائیوں عبد اور جیفر نے اسلام قبول کرلیا۔ (۱۹)

خلاصۂ بحث

نبویؐ سفرا کی ان دعوتی سرگرمیوں کے نتیجہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام روے زمین کے بیشتر حکمرانوں اور بادشاہوں تک پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے دعوتی خطوط اور صحابہ کرامؓ کی سفارت کاری کے نتیجہ میں کوئی ایمان لایا تو کسی نے کفر اختیار کیا، لیکن اتنا ضرور ہوا کہ کفر کرنے والوں کی توجہ بھی اسلام کی طرف مبذول ہوگئی اور ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا دین اور آپ ﷺ کا نام ایک جانی پہچانی چیز بن گئی۔ صحابہ کرامؓ نے شاہانِ عالم کو دعوت دیتے وقت جو اسلوب اختیار کیا، اس کی چند جھلکیاں مذکورہ سطور میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت عام ہے اور آپ کی دعوت ہر قوم، زمانے اور نسل کے لوگوں کے لیے ہے۔

۲۔ داعی اگر مخاطب کے منصب اور مقام و مرتبہ کا پوری طرح لحاظ کرتے ہوئے دعوت کا فریضہ انجام دے تو

ایسی دعوت زیادہ موثر ہوگی اور مخاطب داعی کی بات کو زیادہ توجہ اور انہماک سے سنے گا۔ نبویؐ سفرا کا مخاطب کو ’’اے بادشاہ‘‘ اور ’’شاہِ ذی جاہ‘‘ وغیرہ کے الفاظ سے مخاطب کرنا اسی اسلوبِ دعوت کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ دعوت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب سے بحث ومباحثہ سے حتی الامکان احتراز کیا جائے، لیکن اگر مخاطب بحث پر ہی مصر ہو تو داعی کا فرض ہے کہ وہ دورانِ گفتگو شائستگی کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ لہجے کی شائستگی اور دلیل کے ساتھ بات کرنا ایسا اسلوب دعوت ہے جس سے نہ صرف مخاطب کو لاجواب کیا جا سکتا ہے بلکہ اس کو اعترافِ حقیقت پر بھی مجبور کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت حاطبؓ نے مقوقس شاہ مصر کو مضبوط دلائل سے لاجواب کر دیا تو مقوقس نے حضرت حاطبؓ اور ان کی دعوت کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

انت حکیم جاء من عند حکیم — تم دانا ہو اور ایک دانا کے پاس سے آئے ہو۔

۴۔ داعی کا فرض ہے کہ دعوت اور مخاطب کے عقائد وافکار کے درمیان قدر مشترک تلاش کرے اور ان کی درست باتوں کو دعوت کی بنیاد بنائے۔ اگر اس اسلوبِ دعوت کو اختیار کیا جائے تو مخاطب کو دعوت سے مانوس کرنے میں مدد ملتی ہے اور مخاطب سمجھتا ہے کہ جو دعوت اس کو پیش کی جا رہی ہے، وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی اجنبی چیز کو مان لینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ حضرت حاطبؓ کا مقوقس کو یہ کہنا: ’’ہم تمہیں دین مسیح سے روکتے نہیں بلکہ ہم تو اسی کا حکم دیتے ہیں‘‘ اس اسلوبِ دعوت کی ایک عمدہ مثال ہے۔

حوالہ جات

(۱) کتاب مقدس، متی، ۱۵:۳۵ (۲) ایضاً متی، ۱۰:۶

(۳) هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبہ، ۹:۳۳) اس موضوع پر چند مزید آیات ملاحظہ ہوں: الفتح، ۴۸:۲۸۔ النساء، ۴:۷۹۔ سبا، ۳۴:۲۸۔ الانبیاء، ۲۱:۱۰۷۔ الاعراف، ۷:۱۵۷

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ’’وکان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة‘‘ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب قولہ تعالیٰ: فلم تجدوا ماءً، ح:۳۳۵، ص:۵۸۔ ایضاً، کتاب الصلوۃ، باب قول النبی ﷺ: جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً، ح:۴۳۸، ص:۷۶)

(۴) ابن ہشام، خروج رسل رسول اللہ ﷺ الی الملوک، ۴/۲۶۲۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/۸۵

(۵) ابن سعد، ذکر بعثۃ رسول اللہ ﷺ، الرسل بکتبہ، ۱/۲۵۸

(۶) المائدہ، ۵:۶۷

(۷) ابن سعد، ذکر بعثۃ رسول اللہ ﷺ الرسل بکتبہ ۱/۲۵۸۔ زاد المعاد، ۳/۶۹۸۔۶۹۰

(۸) تاریخ الامم والملوک، ۸۸/۳ (واقعات ۶ھ) اسد الغابہ، تذکرہ ضغاطر، ۴۱/۳

(۹) اسد الغابہ، تذکرہ حاطبؓ بن ابی بلتعہ، ۳۶۲/۱

(۱۰) زاد المعاد، ۶۹۱/۳-۶۹۲

(۱۱) تاریخ الامم والملوک، ۹۰/۳ (واقعات ۶ھ)

(۱۲) تاریخ الامم والملوک، ۹۰/۳ (واقعات، ۶ھ)

(۱۳) ایضاً

(۱۴) الروض الانف، ۲۵۳/۲

(۱۵) تاریخ الامم والملوک، ۸۸/۳ (واقعات ۶ھ)

(۱۶) ابن سعد، ذکر بعثۃ رسول اللہ ﷺ الرسل بکتبہ ۲۶۱/۱

(۱۷) ابن حبیب، (م ۲۴۵ھ) محمد، ''کتاب المحبر''، نشر الکتب الاسلامیہ، ص: ۷۷

(۱۸) کتاب المحبر، ص: ۷۷

(۱۹) زاد المعاد، ۶۹۳/۳-۶۹۵